رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

جلد ۱۶ ماہ جنوری تا ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء نمبر اول

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے صہ
خواص سے عـہ
ہندوستان سے باہر ۶ـہ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ـہ

مورخہ ۷۔ جنوری ۱۹۱۲ء

قادیان دار الامان

الحکم

ایڈیٹر
شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا ہی شفا بینی غرض دار الامان بینی

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلندتر محکم افتاد

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی شہرت کافی ہوچکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں۔ صدہا سال سے ان کی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ آج بھی ازمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہے

اصلی اور پورے اہتمام سے دواسازی کا اس میں اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے ہی قیمتی ہوں یا سستے پورے ڈالتے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی مدرسہ طبیہ اور شفاخانہ دہلی کو دی جاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد ۵۰۰ تک پہنچگئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنے اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں

نوٹ: جن پُراثر اور مفید ادویات کے سبب سے اس دواخانہ کو شہرت ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے "منیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی"۔ تار کا پتہ "میڈسینز دہلی"

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں دار الامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی مالک وایڈیٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

یہ ایمان کی قوت ہے

لکھا ہے کہ اس کی آواز سنتے ہی شیرنیاں اپنے بچوں کو لیکر بھاگ گئیں اور قیروان میں چھاونی بنگئی اور اتنی بڑی جگہ میں کہ میرے پاس ہم جلدوں میں حرف ملمان کے خلاف کاذکر ہے۔ اسبات کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کی ایمانی قوت بڑھی ہوئی تھی ان کے حوصلے وسیع اور ارادے بلند تھے دُنیا کی کوئی تکلیف اور مصیبت ان کے ارادہ کو پست نہ کر سکتی تھی وہ تکلیف اور مصیبت کو جانتے ہی نہ تھے مگر اب جبکہ ان کی ایمانی حالت کمزور ہوگئی ہے ان کے حوصلے اور ہمتیں بھی پست ہوگئی ہیں ان میں سستی اور کاہلی آگئی ہے۔ اور اب وہ ہر امر میں آپ لاگ سمجھنے لگے ہیں۔ آج پانی لاگ انگریزوں کو کیوں نہیں ہوتا؟ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو وہ ہمت عزم اور استقلال دیا ہے کہ وہ ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتا ایک سرد ملک کے رہنے والی قوم کس جرأت اور دلیری کے ساتھ افریقہ میں جاتی اور ذرہ نہیں گھبراتی۔ دُنیا کے دور دراز حصوں میں پھیل گئے ہیں اور پھیلے جاتے ہیں جیسے آج انکو پانی لاگ نہیں ہوتی۔ اسیطرح ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کو بھی نہیں ہوتی تھی ایمان کی قوت مضبوط ہو تو پھر کوئی تکلیف کوئی مصیبت رہتی ہی نہیں۔ اس لئے کہ مومن کی تو شان ہی یہ ہے کہ وہ لا یحزن ہوتا ہے۔ پس تم بھی مومن بنو میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تم سب کو خوش دیکھوں میں آپ خدا کے فضل سے خوش رہتا ہوں اور بہت ہی خوش رہتا ہوں۔ یہ خوشی تمہیں صرف ایمان سے مل سکتی ہے۔ اگر ایمان مضبوط ہو تو پھر کیا غم؟ ترقی کرو اور سستی چھوڑ دو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا سکھائی ہے اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل کسل اور عجز دو لفظ ہیں۔ عجز کے معنی ہیں اسباب ہی مہیا نہ کریں۔ اور کسل مہیا شدہ اسباب سے کام ہی نہ لیا جاوے۔ پس تم کسل اور عجز چھوڑ دو اور اس کے لئے دعاؤں سے کام لو۔ یہ بڑا ہتھیار ہے اور ایسا ہتھیار کہ جسقدر اس کو چلاؤ۔ اسیقدر زیادہ کارگر اور مفید ہوتا جاتا ہے۔ میں نے اس کو خود تجربہ کیا ہے۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر تم کو کہتا ہوں۔

دو عجیب خط

فرمایا وعظ میں نے عجیب دیکھے ہیں ایک ہلاکو خان کا اور ایک چنگیز خان کا۔ خلیفہ نے شاہ خوارزم کو لکھا تھا جو سلطان کہلاتا تھا۔ قرآن مجید کی ایک آیت نولی بعضھم بعضاً کو تم ہمیشہ مد نظر رکھو۔ جب انسان ملائی ادعا فرمائی کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایسے حاکم بھیجتا ہے۔ بعض لوگ شکایت کیا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے افسر سے دکھ پہنچا وہ۔ استغفار کریں۔ اور اپنی حالت کی خود اصلاح

کریں۔ اگر وہ خود متقی اور خدا ترس ہونگے تو اللہ تعالیٰ انہیں کسی سخت گیر افسر کے ماتحت نہیں رکھیگا۔ بلکہ اگر وہ شخص فطرتاً سخت گیر بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی فطرت میں تبدیلی کردیگا۔ میں اسی کو مفید سمجھتا ہوں۔ تم نہ مقامی حکام کی کبھی شکایت کرو نہ کسی اور کی۔ اپنی اصلاح کرو یہی بہترین طریق ہے۔ غرض وہ دو خط عجیب ہیں یہاں ایک کتاب ہے جس میں درج ہیں۔ ہلاکو خان اور اس کی اولاد نے جو خط مکہ معظمہ لکھا اس میں ایک فقرہ ہے نحن قوم خلقنا من غضب اللہ۔ یعنی ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہم اللہ کے غضب سے پیدا ہوئے ہیں۔ رحم کو نہیں جانتے۔ میں یقین رکھتا ہوں جب ایک قوم کی حالت خراب ہوگئی اور خدا تعالیٰ کے حضور اسپر سزا کا فتوی جاری ہوگیا تو ہلاکو خان کو اسپر مامور کردیا۔ چنگیز خان نے شاہ خوارزم کو لکھا کہ حدیث میں آیا ہے اترکوا الترک مع ترکوکم سلول سے جنگ نہ کرو۔ پھر قرآن مجید میں ارشاد آتی ہوئی قاتلوا الذین یقاتلونکم۔ جو ہم سے جنگ کریں تم ان کا مقابلہ کرو۔ ہم نے کسی ملک پر چڑھائی نہیں کی ہم نے ہمارے تاجروں کو مار ڈالا اور لوٹ لیا یہ معاملہ قرآن اور حدیث کے خلاف تھا۔ اگر کسی احمق نے کیا ہے تو آپ ان سے روپیہ لیکر ہمارے تاجروں کے رشتہ داروں کو بھیجدو۔ اور اپنے قانون کے موافق ان کو سزا دیدو۔ مگر وہاں کون سنتا تھا۔ چنگیز خان نے سمجھا تھا کہ بڑا نرم جواب دینگے مگر وہاں اُلٹا اثر ہوا انھوں نے ان وکلا کو جو خط لیکر گئے تھے انکو بھی پکڑ لیا۔ چنگیز خان نے پھر لکھا کہ ان کا کوئی قصور نہیں انھیں چھوڑ دو۔ اسکا بھی جواب نہ دیا۔ جب مسلمان ایسے ہوگئے تو پھر تم نے سُنا یا پڑھا ہوگا کہ چنگیز خان نے کیا کیا۔ خوارزم دہلی سے بھاگ کر سندھ آیا اور پھر ایران بھاگا۔ خدا کی بات سچی ہوگئی۔ نولی بعضھم بعضا۔ میری نصیحت کو یاد رکھو۔ تمکو پاؤگے۔ کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ حاکم کا بھی تعلق ہو اور تمھیں کوئی دکھ پہنچے تو

اپنی تبدیلی کرو اور استغفار کرو

جب تک تم اپنی حالت نہیں بدلوگے سکھ نہیں ملیگا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

(باقی آئندہ)

جلسہ کی روئداد بھی مختصر طور پر بھی اگر لکھی جاوے تو وہ ایک دو اخباروں میں نہیں سکتی تاہم خدا کے فضل سے کوشش کیجاویگی۔ کہ وہ جلد ختم ہو جاوے ممکن ہے ترتیب درست نہ رہے میرا ارادہ ہے کہ پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریریں شائع ہو جاویں اور پھر دوسری تقریریں۔ بعض دوستوں کا خیال تھا کہ ان سب کو رسالہ کی صورت میں شائع کیا جاوے مگر میں سردست پسند کرتا ہوں کہ اخبار ہی میں شائع ہوں

ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور اہلبیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب بعافیت ہیں۔ اور خدا کی پناہ میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ باغ احمد کا نونہال صاحبزادہ ناصر احمد سلمہ الاحد جو ایام جلسہ میں بیمار ہوگیا تھا اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے اب تندرست ہو۔ والحمد للہ علی ذالک۔

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت اور ایک رؤیا صالحہ کی بنا پر انصار اللہ نام ایک مجلس قائم کی ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ میں آپ کے انصار اللہ میں داخل ہوتا ہوں اس مجلس نے خدا کے فضل سے اپنے کام کا دائرہ وسیع کردیا ہے اس میں شامل ہونیوالوں کی تعداد سو سے متجاوز ہوگئی ہے۔ داخلہ کی شرط اول یہ ہے کہ کثرت روز متواتر استخارہ کیا جاوے۔ اس مجلس نے کام کو ایک اصول کے ماتحت رکھنے کے لئے آٹھ حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ حلقہ قادیان کی جماعت میں سے شیخ عبدالرحمٰن لاہوری نو مسلم جنرل سکرٹری مجلس انصار اللہ اور مولوی سکندر علی نے اس ہفتہ بعض گاؤں میں پھر کر وعظ کیا۔ مفصل رپورٹ پھر انشاء اللہ۔

(۳) مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کیلئے گوجرانوالہ گئے ہیں۔ مدرسہ ۵۔ جنوری ۱۹۱۳ء کو کھل گیا ہے مولوی صدر الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ کے والد ماجد فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور مرحوم کو اپنے دامن رحمت میں لے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح سپارش کرتے ہیں

میرے مکرم دوست منشی حسین بخش صاحب اپیل نویس سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ ایک مستعد کام کرنیوالے اور اسلام کیلئے غیرت رکھنے والے بزرگ ہیں انھوں نے "ثبوت واجب الوجود اور تدبیر" کے علاوہ ایک کتاب بھارت برکش نام نخل اسلام کے جواب میں شائع کی ہے۔ اس کتاب پر میں اپنی رائے ظاہر کرچکا ہوں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے کتاب کے متعلق جو رائے دی ہے وہ درج ذیل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ مسلمان اس کتاب کو پڑھیں امید کہ احمدی احباب خصوصاً اس کتاب کو طلب کرینگے۔ قیمت صرف ۸/ ہے اور منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ سے ملیگی۔

"رائے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی"

منشی حسین بخش صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ بٹالہ باوجود اپنے دوسرے مشاغل کے مذہبی اور اسلامی خدمت کی طرف بھی متوجہ رہتے ہیں جو قابل شکر گذاری ہے۔ اُنھوں نے بھارت برکش نام ایک نیا رسالہ اُن اعتراضات کے جواب میں لکھا ہے جو نخل اسلام نامی کتاب میں ایک نو آریہ نے اسلام پاک پر کیے تھے منشی صاحب کی یہ اسلامی خدمت بہت قابل قدر ہے پڑھے لکھے مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی کتابوں کی قدر کریں اور اسکے مطالعہ سے واقفیت بڑھائیں۔ ایسی کتابوں کی اشاعت سے اسوقت ایک تبلیغی خدمت ہے اور یہ بھی فائدہ کہ ایسے مفید رسائل کی آئندہ ترقی ہو۔ آمین (نورالدین)

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی آپ کو شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوونس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ دیر تک رہتے ہیں۔ اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان۔ صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر۔ انفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر بہت عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔

ڈوون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوونس ڈنر پلس۔) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

قیمت ۱۲ آنہ و ۸ روپیہ ۱۲ آنہ و ۱۲ ار والی شیشی میں ۱۲۰ گولیاں ہیں۔ جو ۱۲ ار والی شیشی سے پانچگنی ہیں

۱۲ ار والی شیشی

ڈوون پی۔ او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری۔ مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی دھوکہ ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں جو اجزاء سے تیار ہوتی ہیں۔ اول نمونہ مفت منگا لیجئے۔ پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی تک نوبت پہنچتی ہے۔ بیمار اس طلاء سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ اس کو مفید پائیں گے۔ قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا۔ فی تولہ ۸ر

سنون دندان۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا فی بکس ۴ر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں۔ پچاس ہزار نہیں۔ بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحبڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو۔ اس کی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے۔ جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر میجر بلی نائٹ خطاب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیگر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو جمع کر کے خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں۔ تو بھی پٹ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز انعامات کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے۔ جو یہ نتیجہ نہ نکالے۔ کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قانون قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق کے ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص اعضا پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوانمرد کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن دافع سستی" موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں۔ پٹھوں۔ کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معزولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی۔ شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے۔کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں کبھی کلام نہیں۔کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا۔جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے۔کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ملفوظات اور دیگر بزرگانِ ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔اُن کو کیا آپ نے ابتک نہیں پڑھا۔تو ضرور پڑھیں۔کہ اس میں نور۔ھدایت اور شفا ہے۔

نوٹ۔آٹھ پارے تیار ہیں۔آٹھوں کے اکٹھے خریدار سے آٹھ روپیہ لئے (ھدیہ فی پارہ ایک روپیہ (عہ)) مع محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

کارخانہ الحکم کی رعایتی کتب کا اعلان

سالانہ جلسہ کی تقریب پر کارخانہ الحکم کی قیمتی کتابوں میں جو رعائت کی گئی تھی۔اور جملہ کتابیں نصف پر فروخت ہوئیں۔اس سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دینے کے لئے جو جلسہ پر نہیں آسکے۔اعلان کیا جاتا ہے۔کہ ۳۱۔جنوری ۱۹۱۲ء تک یہ کتابیں رعائتی قیمت پر ملیں گی سوائے ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۵لغایت۱۲ اور مجربات نوردین جلد سوم کے۔

فہرست کتب

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۲ لغائت ۶ فی پارہ ایک روپیہ رعائتی قیمت ۱۲ر		ردچکڑالوی	قیمت ۵ر رعائتی قیمت ۲ر
حقیقت نماز۔مسئلہ نماز پر جامع تصنیف قیمت عمر رعائتی قیمت ۸ر		اصلاح النظر (آریوں کے رد میں)	رعائتی قیمت ۱ر
رپورٹ جلسہ ۱۹۰۷ء { حضرت اقدسؑ اور بزرگان قوم کی تقریروں کا مجموعہ	رعائتی قیمت ۸ر	ترجمۃ القرآن پارہ نمبر ۱۲ { پارہ نمبر ۱۲ (سورہ بنی اسرائیل اور کہف)	قیمت عہ
تفسیر سورہ بقرہ	رعائتی قیمت عہ	الہامات و اشتہارات ۱۹۰۵ء	قیمت ۱ر
مجربات نوردین جلد سوم	قیمت ۱۰ر	حضرت اقدس کی تقریر اور ایک خط	قیمت ۱ر

محصول ڈاک بذمہ خریدار

المشتہر

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

نیا سال

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال مبارک ہو

اس نمبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے محض فضل سے الحکم کی سولھویں جلد (۱۶) کا آغاز ہوتا ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ایک سال اور مجھ جیسے کمزور اور کس مپرس انسان کو موقعہ دیا کہ میں اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق پیارے سلسلہ کی کچھ خدمت کرسکوں آئندہ بھی اسی کے فضل پر بھروسہ اور توقع ہے۔ کہ جب تک وہ چاہیگا میرے قلم کو اس پاک خدمتیں لگے رہنے دیگا۔ اسی کے فضل سے اب تک جو ہوا ہوا اور آئندہ اسی کے فضل سے ہوگا۔ اسی کا میں امیدوار ہوں اور اپنے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی توفیق رفیق راہ ہو۔ آمین

یہ فطرت انسانی ہے کہ تبادلہ سنین کے موقعہ پر انسانی جذبات اور امنگوں میں ایک خاص تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جب کوئی تبدیلی دنیا میں ہوتی ہے خواہ وہ موسموں کے اندر ہو یا فصول کے موقع پر اس تبدیلی کا اثر انسانی قلوب اور دماغ پر ضرور ہوا کرتا ہے۔ اسیطرح جب دنیا میں کوئی مامور آتا ہے تو اس کی بعثت اور آمد کے وقت بھی چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص تبدیلی اور انقلاب کا ارادہ فرمایا ہوا ہوتا ہے اس لئے قلوب میں خاص چستی اور حرکت ہوتی ہے۔ غرض کسی قسم کی کوئی تبدیلی دنیا میں ہو اس کے ساتھ خیالات جذبات افعال اور اعمال پر ایک اثر پڑتا ہے۔ اسوقت باوجودیکہ ہماری عمر کا ایک اور سال گذر گیا ہے اور وقت مقررہ سے ایک سال کم ہوگیا ہے تو بھی ان اٹھتے ہوئے جذبات اور امنگوں کی وجہ سے ہم سب یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری عمر میں ایک سال اور بڑھ گیا اور اس اضافہ کیوجہ سے قدرتاً امنگوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ مگر میں اس وقت صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس تبادلہ سنین کے موقعہ پر جبکہ جذبات میں خاص تبدیلی اور جوش پیدا ہو رہا ہے ہم سب ایک دوسرے کیلئے دردِ دل اور سچے جوش اور اخلاص سے دعا کریں کہ تبادلہ سنین کے وقت یہ جذبات اور امنگیں

ہماری حقیقی تبدیلی کا موجب ہوں

اگر اس تبادلہ سے یہ سبق عملی رنگ میں ہم حاصل کرسکیں تو لاریب ہم بڑے خوش قسمت اور بیدار بخت ہونگے۔

گذشتہ واقعات پر غور کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا دانشمندی اور زیرکی میں داخل ہے۔ اگر ان ٹھوکروں اور روکوں سے جو ہماری گذشتہ زندگی یا کم از کم گذشتہ سال میں تکلیف کا باعث اور ترقی کے لئے سد راہ ہوئیں بچنے کی کوشش کریں تو یہ ہماری بیداری اور ذی حس ہونیکا ایک ثبوت ہوگا مگر یہ بھی اور سچی بات ہے کہ کوئی تبدیلی اور کوئی کوشش اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدون ممکن نہیں ہے۔ اس صورت میں فضل الٰہی کے جذب کرنیوالے ذریعہ کو اختیار کرنا ضروری ہے۔

اور وہ دعا ہے

پس میں ناظرین اور سرپرستان الحکم سے پھر التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنی دعاؤں میں اس خاکسار کو ضرور شریک رکھیں اور یہ اعانت بالدعا وہ ایک ایسا امر ہے کہ دوسروں کے لئے بھی بابرکت ہوتا ہے۔ کیونکہ **من کان فی عون اخیہ کان اللہ فی عونہ** یعنی جو شخص اپنے بھائی کی مدد اور تائید میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نصرت اور اعانت فرماتا ہے۔

پھر جو کام قدرت نے بعض اسباب کے ماتحت میرے سپرد کر دیا ہے یہ بہت نازک اور سخت محنت و ہمت کا کام ہے اور ایک ضعیف انسان کی ہستی خواہ وہ اپنے اندر خداداد قوتوں اور طاقتوں کو رکھتی ہی ہو مگر اللہ تعالیٰ کی اعانت کے بدون محض لاشے ہے اس واسطے مجھے دعا کی اور بھی ضرورت ہے۔ کیا مجھے اپنے دوستوں سے امید رکھنی چاہیئے؟ کہ

وہ دعا سے مدد کرینگے؟

میں نے اوپر کہا ہے کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی سولھویں جلد کا آغاز ہوتا ہے کسی شخص کی زندگی کا پندرھواں سال اس کے عنفوان شباب کا پہلا سال ہوتا ہے اور اس حصہ عمر سے زندگی کی دلچسپیوں کا ایک دور جدید شروع ہوتا ہے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ یہ آغاز عہد شباب جہاں بہت سی خوبصورتیوں اور دلچسپیوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کے آغاز کے ساتھ ہی لاکھوں ولولے اور ہزاروں امنگیں خود بخود پیدا ہونے لگتی ہیں۔ وہاں الحکم بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ عمر کے اس حصہ میں پہنچکر بہت سی امیدوں کے ساتھ اس کا یہ دور شروع ہوا مگر جیسے جوانی کے سرسبز باغوں میں خوفناک درندے چھپے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے خوشنما پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے ہوتے ہیں اسیطرح یہاں بھی بہت سی مشکلات کا حلقہ گردن میں آپڑا اور بے اختیار منھ سے نکل گیا ؎

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

اور پندرھواں سال مشکلات کا سال ہوگیا۔ ان مشکلات میں گھبرا جانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے مگر میں اپنے ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کی نسیم اس کلفت کو دور کرنے کو ہے۔

مجھے شک نہیں کہ گذشتہ سال کے آخری حصہ میں الحکم کی حالت بہت کچھ کمزور رہی اور اس کی اشاعت میں بے ترتیبی اور تعویق واقع ہونے لگی جسپر ام الستری منکر نے نہایت شوخ چشمی کے ساتھ ہنسی کی اور خوشی منائی کاش اسکو معلوم ہوتا کہ **تلک الایام نداولھا بین الناس** کے ماتحت اگر الحکم پر ابتلا آیا تو اس ابتلاء پر خوش ہونا نہایت حماقت ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کی زینت ابتلاؤں ہی سے ہوتی ہے۔ الحکم ایک ایسے پاک سلسلہ کا خادم ہے جو منہاج نبوت پر قائم ہوا ہے۔ پھر اس کے ماتحت اگر اسپر ابتلا آجاتا تو یہ تعجب کا مقام نہ تھا یہ ابتلا بہت سے مفاد کا موجب ہوا ہے۔ جسکی تشریح خدا نے چاہا تو دوسرے وقت پر ہوسکیگی۔ اس ابتلا کے باوجود الحکم کی اشاعت میں ایک کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ اور یہ الحکم کی کسی خوبی کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا نشان ہے۔ میں اس محبت اور اخلاص کے لئے جو الحکم کے سرپرست اس کے ساتھ رکھتے ہیں اپنے ناظرین کا شکرگذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں بہترین جزا دے۔ (آمین)

الحکم کے ساتھ اس کے ناظرین اور سرپرستوں کی یہ محبت اور یہ اخلاص مجھے جرات دلاتا ہے کہ میں ان کی خدمت میں عرض کردوں کہ وہ اپنے پیارے الحکم کے بقا اور استحکام کے لئے جو کوشش وہ کرسکتے ہیں کریں اور اللہ تعالیٰ سے اسکا اجر لیں۔

باوجود ان مشکلات کے جو الحکم کی راہ میں آئیں جن کے پرخطر حملوں کو نااہل دشمنوں نے فرشتہ موت سے تعبیر کیا الحکم اللہ کے فضل سے ابتک زندہ ہے اور میرا ایمان ہے کہ زندہ خدا کے قائم کردہ زندہ سلسلہ کا خادم کسی نہ کسی رنگ میں انشاءاللہ العزیز زندہ رہیگا۔ اس کے بعد شاید یہ سوال ہو کہ "الحکم کا مستقبل کیا ہوگا؟" اور اس سال کیلئے اسکا کیا پروگرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے کہ کیا ہوگا اور کیونکر ہوگا؟ وہ جو چاہیگا اور جسطرح چاہیگا ہوگا الحکم جس غرض کو لیکر جاری ہوا تھا وہی مقصد اس کے سامنے اب بھی ہے خدا کرے کہ وہی موضوع اور مقصد اس کی زندگی کا ضابطہ اور قانون ہو اور وہی اسکا۔ اوڑھنا اور بچھونا ہو اور وہ ایک ہی امر ہے اسلام اور

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قادیان ضلع گورداسپور میں ایک خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہے۔ اور یہ امتیاز قادیان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ ایک وقت قادیان پر ایسا گذرا ہے کہ وہ ایک گمنام گاؤں تھا اور دُنیا میں کوئی اس سے واقف نہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب اپنے ایک بندہ کو اس بستی میں برگزیدہ کیا تو اسے مخاطب کرکے کہا فحان ان تعان و تعرف بین الناس یعنی وقت آگیا ہے کہ تو دنیا میں شناخت کیا جاوے۔ اور تیری مدد کیجاوے۔ ایسا ہی اس گمنامی اور گوشہ گزینی کی حالت میں اسے خطاب کرکے فرمایا یاتون من کل فج عمیق۔ لوگ دور دراز راستوں سے تیرے پاس آئینگے یہ اور اس قسم کے تمام مکالمات اس مرد خدا نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کر دئے۔ پھر وہ وقت آگیا کہ قادیان اور اس کا برگزیدہ سردار دنیا میں شہرت پاگیا۔ اور دُنیا کے تمام حصوں سے لوگ نیازمندی اور ارادت کے ساتھ اس کے حضور آنے لگے۔ اور قادیان کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑھنے لگیں جو ہمارے مقامی حکام اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قادیان ان کے علاقہ میں اکیلا قصبہ ہے جو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کی وجہ سے ضلع گورداسپور میں ممتاز ہے کل ضلع بھر میں قادیان ہی سے تین اخبار اور تین رسالے شائع ہوتے ہیں۔ اور تین پریس جاری ہیں قادیان میں جو تعلیمی کوششیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے بارور ہوئیں وہ بھی ضلع بھر میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ قادیان کا تعلیم الاسلام ہائی سکول اپنی تعلیم اور تربیت اور اخلاقی نگہداشت کے لحاظ سے ضلع ہی نہیں بلکہ صوبہ بھر میں ممتاز ہے۔ اور اس کا نتیجہ اس ایک امر سے لگ سکتا ہے کہ جسقدر بورڈر قادیان کے سکول میں ہیں وہ ضلع کے کسی سکول میں نہیں۔ اور صوبہ کے بھی کسی ہی سکول میں ہونگے۔ اور آنے والے طالبعلم پنجاب اور ہند کے مختلف علاقوں سے آئے ہیں۔ اور یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ اس وقت کشمیر سے لیکر راس کماری تک کے بنگال اور بہار سے لیکر پشاور تک کے طالبعلم موجود ہیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے علاوہ ایک بڑے پیمانہ پر دینیات کا کالج جاری ہے۔ جسکا نام مدرسہ احمدیہ ہے۔ اور لڑکوں کی تعلیم ہی پر اکتفا نہ کرکے ایک لڑکیوں کا مدرسہ بھی کھولا گیا ہے۔ غرض تعلیمی کوششوں کو ہر طرح مفید بنانے کے لئے خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے وسیع کیا گیا ہے۔ ان تعلیمی انسٹی ٹیوشنز کے علاوہ مذہبی رنگ میں قادیان کو جو اہمیت اور عزت حاصل ہے وہ ایک ایسا امر ہے کہ سب جانتے ہیں نہ صرف پنجاب و ہندوستان سے بلکہ افغانستان اور عرب سے بھی اکثر لوگ ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور ان آنیوالوں کی تعداد سال بھر میں کسی صورت سے چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں ہوتی۔ پھر اسوقت سلسلہ کا جو امام اور پیشوا یعنی حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نور الدین صاحب قبلہ وہ ایک شاہی طبیب ہونیکی وجہ سے اور اپنے فنی تجربہ اور ایک محقق اور ذو تعلیم بزرگ ہونیکے ہندوستان بھر میں شہرت یافتہ ہیں ان کے پاس طبی استفادہ کیلئے دور دراز سے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور یہ سلسلہ آج جاری نہیں ہوا بلکہ جب سے وہ قادیان آئے ہیں اسوقت سے جاری ہے۔ ان مریضوں کی تعداد بھی سال میں سینکڑوں نہیں ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

ان آنیوالے لوگوں اور ان تعلیمی انسٹی ٹیوشنز و پریس و اخبارات کی ضروریات کیلئے تجارتی سامانوں کی آمد و رفت میں جو ترقی ہوسکتی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ قادیان میں پہلے ایک معمولی برانچ آفس ڈاکخانہ کا تھا جو مدرسہ کے ایک مدرس کو کچھ الاونس دیکر چلایا جاتا تھا پھر اسکو مدرسہ سے الگ کیا گیا اور بالآخر محکمہ ڈاکخانہ نے بیس روپیہ ماہوار کا ایک سب آفس جاری کیا۔ اب اس وقت پچاس روپیہ کا ایک سب پوسٹ ماسٹر اور اس کے ساتھ ایک کلرک اور دو چٹھی رساں کام کرتے ہیں اور ایک پیکر صرف چٹھیاں چھاپنے کا کام کرتا ہے۔ یہ میں نے اس عملہ کا ذکر کیا ہے جو صرف قادیان کی لوکل ڈاک سے متعلق ہے اور قادیان کی ڈاک کی کثرت کیوجہ سے محکمہ ڈاکخانہ نے پبلک کی آسائش و آرام کیلئے ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کو ڈبل کر دیا۔ اب دو مرتبہ ڈاک آتی اور دو ہی مرتبہ قادیان کو جاتی ہے۔ اور قادیان کی ڈاک کی آمد و رفت ہرکاروں کے ذریعہ ناقابل برداشت عمل سمجھ کر ڈاک کے لانے اور لیجانے کا کام بذریعہ یکہ کے کیا گیا۔ جسکے لئے ۰۰ روپیہ ماہوار محکمہ ڈاکخانہ یکہ کو دینے پڑتے ہیں۔ کل ضلع گورداسپور میں ڈلہوزی اور شکرگڈھ لائن کے سوا قادیان ہی ایسی جگہ ہے جہاں ڈاک بذریعہ یکہ کے پہنچائی جاتی ہے۔ ان تمام امور کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہے کہ میں قادیان کی اہمیت کو پیش کرکے اپنے ضلع کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو ایک امر خاص پر توجہ دلاؤں۔ اور وہ

بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک ہے

جس حال میں کہ قادیان میں اس قدر آمد و رفت ہوتی ہے اور تجارتی سامان بھی کثرت سے آتا اور جاتا ہے کیونکہ بٹالہ بوجہ اناج کی منڈی ہونیکے زیادہ تر وہی ہے تمام سامان وہاں جاتا ہے پھر اس سڑک کا نہایت ردی حالت میں ہونا ضلع گورداسپور کیلئے نہایت قابل افسوس امر ہے۔

اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ اس سڑک کے متعلق مجھے اپنے ضلع کے افسروں کو توجہ دلانے کا موقعہ بذریعہ اخبار اور زبانی بھی ہوا ہے۔ اور اس سڑک کے پختہ کئے جانے کے متعلق بعض تجاویز بھی زیر غور رہیں جنکا خاتمہ ایک ریلوے لائن کی تجویز کے ساتھ ہوگیا تجویز کی گئی تھی کہ بٹالہ سے ایک ریلوے لائن ہوشیارپور کیطرف نکالی جاوے محکمہ ریلوے کے ایک افسر نے آکر ٹریفک کا اندازہ بھی کیا اور کچھ حصص بھی فروخت ہوئے۔ مگر یہ تجویز عملی رنگ میں نہ آسکی اس لئے اب میں پھر اس تجویز کو اپنے ضلع کے نیکدل اور رعایا کے سچے ہمدرد اور بہی خواہ ڈپٹی کمشنر میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے حضور رکھتا ہوں صاحب موصوف کو رفاہ عام کاموں کے ساتھ بڑی دلچسپی اور رعایا کو آرام پہنچانیکا خاص خیال رہتا ہے۔ اور ایسے نیکدل آفیسر کی موجودگی میں اگر قادیان اور بٹالہ کی سڑک کا انتظام نہ ہوا تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ اس سے پہلے یہ معاملہ صاحب موصوف کے نوٹس میں نہیں آیا۔ اور نہ اس کے پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس لئے کہ خیال تھا کہ ریلوے لائن ان تمام تکلیفوں کا خاتمہ کر دیگی مگر ریلوے لائن کی تجویز نہیں معلوم کہاں چلی گئی۔ اس لئے یہ غلطی ہوگی اگر ہم ریلوے لائن کی خیالی امید پر سڑک کے پختہ کئے جانے کی تجویز کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔

پس نہایت ادب سے صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کیجاتی ہے کہ وہ سڑک کے پختہ کئے جانے کے احکام ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعہ صادر فرما کر اپنی کثیر التعداد رعایا کی دعائیں لیں تعجب تو اس امر کا ہے کہ ہمارے مجسٹریٹ علاقہ جناب خانصاحب محمد ظفر خانصاحب بہادر باوجودیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے ارشاد اور حکم کے ماتحت ضلع کے بدمعاشوں کا خاص انتظام کیا اور مقدمات زیر دفعہ ۹۸ میں ایسا انصاف کیا کہ اب تو ضلع گورداسپور میں ان کی کچہری ضرب المثل ہوگئی ہے۔ باوجودیکہ بٹالہ میں رہتے ہیں اور انہیں متعدد مرتبہ بتقریب دورہ یا ملاحظہ موقعہ قادیان کی طرف آنیکا اتفاق بھی ہوا ہے اور بٹالہ اور قادیان کی سڑک کی حالت زار بھی انہوں نے ملاحظہ فرمائی مگر اب تک انہیں توجہ نہیں ہوئی ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اس معاملہ کو خود صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور تک نہ پہنچائیں اس لئے آخر میں میں اپنے علاقہ کے مجسٹریٹ کو تو اپنی بیدار مغزی کے لئے مشہور ہو رہا ہے اور جس کے انصاف اور توجہ فرمائی کا شہرہ ہو رہا ہے) اس سڑک کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ کثرت آمد و رفت کی وجہ سے اس کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے ایسا نہو کہ کسی جان کا نقصان ہو بچوں اور کمزوروں اور عام مسافروں کی جو کثرت ہے۔ وہ ظاہر امر ہے اس سڑک کو جب تک پختہ نہ کیا جاوے آمد و رفت میں سہولت نہیں ہوسکتی۔ کیا ہم امید کریں کہ جناب میجر ایلیٹ صاحب بہادر کے عہد کی یہ عمدہ یادگار رہو کہ قادیان اور بٹالہ کی درمیانی سڑک پختہ کیجاوے۔ اگر ہمارے مجسٹریٹ صاحب علاقہ نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا تو کچھ شک نہیں کہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور ہماری اس جائز درخواست کو عمدگی سے پیش کر سکینگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نوائے محمود

خدا کرے یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کیلئے مفید و بابرکت ثابت ہوں (خاکسار مرزا محمود احمد)

کیا سبب میں ہو گیا ہوں اس طرح زار و نزار
یوں بھٹا جاتا ہے سینہ جیب عاشق کی مثال
کیوں تسلی اس دل بیتاب کو ہوتی نہیں
صحبت عیش و طرب اسکو نہیں ہوتی نصیب
کیا سبب جو خون ہو کر بہ گیا میرا جگر
زرد ہے چہرہ تو آنکھیں گھس گئیں حلقوں میں ہیں
سوچتا رہتا ہوں کیا دل میں مجھے کیا فکر ہے
چھوڑے جاتے ہیں مجھے ہوش و حواس و عقل کیوں
کون ہے صیاد میرا کس کے پھندہ میں ہوں میں
مرغ دل میرا پھنسا ہے کس کے دام عشق میں
صفحہ دل سے مٹایا کیوں مجھے احباب نے
جو کوئی بھی ہے وہ مجھ سے بر سر پرخاش ہے
سرنگوں ہوں میں مثال سایۂ دیوار کیوں
ہے بہار باغ و گل مثل خزاں افسردہ کن
ابر باراں کی طرح آنکھیں ہیں میری اشکبار
میں جو ہنستا ہوں تو ہے میری ہنسی بھی بر سر ستم
مات کرتا ہے مرا دن بھی اندھیری رات کو
میری ساری آرزوئیں دل ہی دل میں مر گئیں
ہو گیا میری تمناؤں کا پودہ خشک کیوں
کیوں میں میدان تفکر میں برہنہ پا ہوا
اپنے ہم جنسوں کی آنکھوں میں سبک کیوں ہو گیا
دشت غربت میں ہوں تنہا رہ گیا با حال زار
کچھ خبر بھی ہے تمہیں مجھ سے یہ سب کچھ کیوں ہوا
کیا قصور ایسا ہوا جس سے ہوا معتوب میں
اک رخ تاباں کی الفت میں پھنسا بیٹھا ہوں دل
وہ مری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے دل کا ٹھار ہے
اُس کا اک اک لفظ میرے واسطے ہے جانفزا
اک کن کہنے سے پیدا کر دئے اُس نے تمام
یہ چمن یہ باغ یہ بستان یہ گل پھول سب
ذرہ ذرہ میں نظر آتی ہیں اس کی طاقتیں
ہر حسیں کو حسن بخشا ہے اُسی دلدار نے
ہر نگاہ فتنہ گر نے اُس سے پائی ہے جلا
نور اُس کا جلوہ گر ہے ہر در و دیوار میں
اُس کی الفت سے بنایا ہے مکاں ہر نفس میں
بلبلیں بھی سر پٹکتی ہیں اسی کی یاد میں
سرو بھی ہیں سرد قد رہتے اسی کے سامنے
سب حسیناں جہاں اُس کے مقابل ہیچ ہیں
اب تو مجھے کس کے پیچھے ہے مجھے یہ اضطرار
کس کی فرقت میں ہوا ہوں میں سراپا سوگوار
کس کے لعل لب نے چھینا سب شکیب و اصطبار
کس کے نازوں نے بنایا ہے مجھے اپنا شکار

کس مصیبت نے بنایا ہے مجھے نقش جدار
روز و شب صبح و مسا رہتا ہوں میں کیوں دلفگار
کیا سبب اسکا کہ رہتا ہے یہ ہر دم بے قرار
درد و غم رنج و الم یاس و قلق سے ہے دوچار
بھید کیا ہے میری آنکھیں جو رواں ہیں سیل وار
جسم میرا ہو گیا ہے خشک ہو کر مثل خار
جستجو میں کس کی چلاتا ہوں میں دیوانہ وار
کیوں نہیں باقی رہا دل پر مجھے کچھ اختیار
کس کی افسوں نے گرفتہ کر لیا مجھکو شکار
کس کے نقش پا کے پیچھے اُڑ گیا میرا غبار
کیوں مرے دشمن ہوئے کیوں مجھے ہر کمین گذار
ہر کوئی ہوتا ہے آ کر میری چھاتی پر سوار
پشت کیوں خم ہے ہوا ہوں اسقدر کیوں زیر بار
ہے جہاں میری نظر میں مثل شب تاریک و تار
ہے گریباں چاک گر میرا تو دامن تار تار
جس کے پیچھے پھر مجھے پڑتا ہے رونا زار زار
میری شب کو دیکھکر زلف حسیناں شرمسار
میرا سینہ کیا ہے لاکھوں کشتگاں کا ہے مزار
کیا بلا اس پر پڑی جس سے ہوا بے برگ و بار
کیوں چلے آتے ہیں دوڑے میری پابوسی کو خار
دیدۂ اغیار میں ٹھہرا ہوں کیوں بے اعتبار
چھوڑ کر مجھکو کہاں پر چلدیئے عزّ و وقار
کیوں ہوا اتنے مصائب نے مجھے آ کر ہمکنار
کیا گیا جس پر ہوئے چار و ناچار سے مجھ پہ وار
اپنے دل سے اور جان سے اُس سے میں رکھتا ہوں پیار
ہے فدا اُس شعلہ رو پر میری جان پروانہ وار
اُس کے اک اک قول سے گھٹیا ہے دُر شاہوار
یہ زمیں یہ آسماں یہ دورۂ لیل و نہار
کرتے ہیں اُس ماہرو کی قدرتوں کو آشکار
ہر مکان و ہر زماں ہیں جلوہ گاہ حسن یار
ہر گل و گلزار نے پائی اُسی سے ہے بہار
ورنہ ہوتی بخت عاشق کی طرح تاریک و تار
ہے جہاں کے آئینہ میں منعکس تصویر یار
ہر دل و دیدار اُس کے رخ پہ ہوتا ہے نثار
گل بھی رہتے ہیں اسی کی چاہ میں سینہ فگار
قمریاں بھی ہیں محبت میں اُسی کی بیقرار
ساری دنیا سے نرالا ہے وہ میرا شہریار
یاد میں کس ماہرو کی ہوں میں رہتا اشکبار
ہجر میں کس کے تڑپتا رہتا ہوں لیل و نہار
کس کی دزدیدہ نگہ نے لے لیا میرا قرار
کس کے غمزوں نے کیا ہے مثل باراں اشکبار

ہائے پر اس کے مقابل میں نہیں میں کوئی چیز
اس کی شاں کو عقل انسانی سمجھ سکتی نہیں
وہ اگر خالق ہے میں ناچیز سی مخلوق ہوں
پاک ہے ہر قسم کی کمزوریوں سے اسکی ذات
منبع ہر خوبی و ہر حسن و ہر نیکی ہے وہ
وہ ہے آقا میں ہوں خادم وہ ہے مالک میں غلام
علم کامل کا وہ مالک اور میں محروم علم
اس کی قدرت کی کوئی بھی انتہا پاتا نہیں
اپنی مرضی کا وہ ہے مالک تو میں محکوم ہوں
عزت افزائی ہے میری گر کوئی ارشاد ہو
طالب دنیا نہیں ہوں طالب دیدار ہوں
کہتے ہیں بہر خرید یوسف فرخندہ فال
اک گلولا روئی کا لائی تھی اپنے ساتھ وہ
وہ تو کچھ رکھتی بھی تھی پر میں تو خالی ہاتھ ہوں
ہوں غلامی میں مگر ہے عشق کا دعوی مجھے
پر وہ عالی بارگہ ہے منبع فضل و کرم
بات کیا ہے گر وہ میری آرزو پوری کرے
ہو کے بے پردہ وہ میرے سامنے آ کے نکل
جسقدر رستے میں روکیں ہیں ہٹادو وہ انھیں
بے ملے کے تو جینا بھی ہے بدتر موت سے
کور ہیں آنکھیں جنہوں نے شکل وہ دیکھی نہیں
آرزو ہے گر فلاح و کامیابی کی تمہیں
کھول کر قرآں پڑھو اس کے کلام پاک کو
شوق ہو دل میں اگر کوئی تو اس کی دید کا
ہر رگ و ریشہ میں ہو اس کی محبت جاگزیں
اپنی مرضی چھوڑ دو تم اُس کی مرضی کے لئے
عشق میں اُس کے نہ ہو کوئی ملونی جھوٹ کی
پاک ہو جاؤ کہ وہ شاہ جہاں بھی پاک ہے
چھوڑ دو رنج و عداوت ترک کر دو بغض و کیں
چھوڑ دو غیبت کی عادت بھی کہ یہ اک زہر ہے
کبر کی عادت بھلاؤ انکساری سیکھ لو
دونوں ہاتھوں سے پکڑ لو دامن تقوی کو تم
کہتے ہیں پیار دل کا جو کچھ ہو وہ آتا ہے پسند
اس کے ماموروں کو رکھو تم دل و جان سے عزیز
اس کے حکموں کو نہ ٹالو ایک دم کے واسطے
ساری دنیا میں کرو تم مشتہر اس کی کتاب
ابتدا میں لوگ گو پاگل پکاریں گے تمہیں
گالیاں دیں گے تمہیں کافر بتائیں گے تمہیں
سنگ باری بھی انکو کچھ نہ ہوگا اجتناب
پر خدا ہوگا تمہارا ہر مصیبت میں معین
اس کی الفت میں کبھی نقصان اٹھاؤ گے نہ تم
امتحاں میں پورے اُترے گر تو پھر انعام میں
تم پہ کھولے جائیں گے جنت کے دروازے یہیں
درد میں لذت ملیگی دکھ میں پاؤ گے سرور
سرنگوں ہو جائیں گے دشمن تمہارے سامنے

وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک و تار
ذرہ ذرہ پہ ہے اسکو مالکانہ اقتدار
ہر گھڑی محتاج ہوں اس کا وہ ہے پروردگار
اور مجھ میں پائے جاتے ہیں نقائص صد ہزار
میں ہوں اپنے نفس کے ہاتھوں سے مغلوب و خوار
میں ہوں اک ادنیٰ رعایا اور وہ ہے تاجدار
وہ سراپا نور ہے لیکن ہوں میں تاریک و تار
اور پوشیدہ نہیں ہے تم سے میرا حال زار
میری کیا طاقت کہ پاؤں زور سے در گہ میں بار
فخر ہے میرا جو پاؤں درجۂ خدمت گذار
تب جگر ٹھنڈا ہو جب دیکھوں رخ تابان یار
ایک بڑھیا آئی تھی با حالت زار و نزار
اور یوسف کی خریداری کی تھی اُمیدوار
بے عمل ہوتے ہوئے ہے جستجوئے وصل یار
جا کروں میں ہوں مگر ہے خواہش قرب و جوار
کیا تعجب ہے جو مجھکو بھی کرے وہ کامگار
دے مری جان کو تسلی دے مرے دل کو قرار
میرے دل سے دور کر دے ہجر و فرقت کا غبار
جسقدر حائل ہیں پردے کر دے ان کو تار تار
ہے رہی زندہ جسے اُس سے ہوا قرب و جوار
گوش کر ہیں جو نہیں سنتے کبھی گفتار یار
اس شہ خوباں پہ کر دو بے تامل جاں نثار
دل آئینہ پہ تم اک کھینچ لو تصویر یار
کان میں کوئی صدا آئے نہ جز گفتار یار
ہر کہیں آئے نظر نقشہ وہی منصور وار
جو ارادہ وہ کرے تم بھی کرو وہ اختیار
جو زباں پر ہو وہی اعمال سے ہو آشکار
جو کہ ہو ناپاک دل اس سے نہیں کرتا وہ پیار
پیار و الفت کو کرو تم جان و دل سے اختیار
روح انسانی کو ڈس جاتی ہے یہ مانند مار
جہل کی عادت کو چھوڑو علم کر لو اختیار
ایک ساعت میں کرا دیتا ہے یہ دیدار یار
اس لئے جو کوئی اس کا ہو کرو تم اس سے پیار
اس کے نبیوں کے رہو تم چاکر و خدمت گذار
مال و دولت جان و دل ہے کرو اس پر نثار
تا کہ ہوں بیدار وہ بھی جو کہ ہیں غفلت شعار
اور ہونگے در پئے آزار وہ دیوانہ وار
جسطرح ہوگا کریں گے وہ تمہیں رسوا و خوار
بے جھجک دکھلائیں گے تم کو وہ تیغ آبدار
شر سے دشمن کے بچائیگا تمہیں لیل و نہار
اس کی الفت میں کبھی ہوگے نہ تم رسوا و خوار
جام وصل یار پینے کو ملیں گے بار بار
تم پہ ہو جائیں گے سب اسرار قدرت آشکار
بیقراری بھی اگر ہوگی تو آئیگا قرار
ملتجی ہونگے برائے عفو وہ با حالِ زار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اصول و قواعد و ہدایات برائے انصاراللہ

برادران! ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انجمن انصاراللہ کے کام کو باقاعدہ چلانے کے لئے اس کے اصول و قواعد کو شائع کر دیا جائے اور اسی طرح ممبران انجمن کیلئے ضروری ہدایات بھی چھاپ دی جائیں۔ تاکہ انصاراللہ کے لئے کام کرنے میں سہولت ہو۔ اور آئندہ کسی کو عذر نہ رہے کہ مجھے قواعد سے واقفیت نہ تھی۔

اس انجمن کی بنیاد ابتداءً سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک خواب کی بناء پر حضرت خلیفۃ المسیح کے مشورہ اور اجازت سے رکھی گئی۔ اور اس کے ممبران کے لئے مندرجہ ذیل دس قواعد مقرر کئے گئے جنکا پابند ہر ایک ممبر انجمن کو ہونا لازمی ہوگا۔

(۱) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے۔ اور جب موقع ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے۔ جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کر سکیں وہاں کریں۔ اور جنھیں زیادہ موقع ملے اور علاقہ میں بھی۔

(۲) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور حدیث کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے۔

(۳) ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے۔ اور لڑائی جھگڑوں سے بچے۔ خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کریں۔ ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت کریں۔

(۴) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹتی ہیں۔

(۵) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کے یہ کام سپرد ہو اطلاع دیں کہ انھوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

(۶) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے لئے ایکدوسرے کے لئے دعا کریں۔ اور حدیث صحیح کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں۔ اور تہادوا تحابوا پر عمل کریں۔ اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں۔ اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

(۷) تسبیح و تحمید میں کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم کے لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں اُن پر کثرت سے درود بھیجیں۔ اور نماز کے علاوہ درود پڑھنے کے وقت خلفاء کی تعداد بڑھا کر خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو مدنظر رکھیں۔

(۸) نمازیں باجماعت پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

(۱۰) گورنمنٹ انگریزی چونکہ نہایت منصف اور عادل گورنمنٹ ہے اور اسلام کے احکام کے ماتحت ہم پر اس کی اطاعت و مدد فرض ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کا بھی ہمیشہ یہی ارشاد رہا ہے۔ اس لئے اس انجمن کے کل ممبران کا فرض ہوگا کہ گورنمنٹ کی وفاداری پر ہمیشہ قائم رہیں۔ اور لوگوں میں بھی اس بات کے پھیلانے کی کوشش کریں اور ہر ممکن موقعہ پر گورنمنٹ کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھیں۔

انجمن انصاراللہ وقتاً فوقتاً جو کام کریگی اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کل ممبران میر مجلس کے فیصلہ پر عمل کریں جو کہ ممبران مجلس سے مشورہ کر کے اس راہ پر عمل کریگا۔ جسپر اس کو اللہ قائم کرے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کثرت رائے پر ضرور ہی عمل کیا جائے۔

چونکہ تبلیغ کے لئے علم قرآن و حدیث کا ہونا ازبس ضروری ہے اس لئے اس انجمن کے ممبران حسب موقعہ و فرصت قادیان آکر ان علوم کے سیکھنے کی کوشش کریں۔

انصار کو چاہیے کہ باہم ملاقات کثرت سے کریں کسی شہر میں جائیں تو وہاں کے انصار کو تلاش کر کے ملیں خواہ ہرج ہی ہو۔ اگر ریل میں سفر کر رہے ہیں تو جو اسٹیشن رستے میں آتے ہوں وہاں کے انصار کو اطلاع دیں تاکہ وہ اسٹیشن پر آکر ملجاویں انصار سفر میں حتی الوسع انصار کے پاس ٹھہریں۔ ملیں تو صحابہ کی طرح دینی گفتگو کر کے ایمان تازہ کریں۔ اعتراض حل کریں اور علمی افادہ ایک دوسرے سے حاصل کریں۔ خانگی امور میں باہم مشورہ طلب کر لیا کریں مگر یاد رہے کہ مشورہ قبول کرنا فرض نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی بزرگ سے مشورہ لیا جائے تو اُسپر ضرور عمل کرنا چاہیے۔ باہم دعوتیں کیا کرو اور تمھارا باہم سلوک ایسا ہو کہ جیسا سگے بھائیوں کا ہونا چاہیئے۔

تمام انصار ایک ماہوار رپورٹ بھیجا کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کے متعلق اطلاع ہو درس و تدریس قرآن و حدیث کا کس طرح ہوا۔ کتنا پڑھا یا پڑھایا۔ قرآن کے اپنی رائے سے معنی کرنے میں جرات نہیں کرنی چاہیے۔ بغیر سند کے معنی کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیا تبلیغ کی کیا نتیجہ نکلا۔ تبلیغ کا کیا کیا موقع ملا مہینے میں کس کس بھائی سے ملاقات کی اور محبت بڑھائی کتنے لیکچر دیئے۔ تبلیغ میں کون کون مسافرت کہاں کہاں اٹھاتا تھا خاص فرقوں کے اعتراضوں کے کیا جواب دیئے خاص مذاہب یا فرقوں پر کونسے اعتراضات کارگر ہوئے۔ کیا مشکلیں پیش آئیں وغیرہ۔

انجمن کی کارروائی کو باقاعدہ اور چست کرنے کے لئے سال میں ایک انصاراللہ قادیان میں اکٹھے ہونگے اور ترقی تبلیغ پر ضروری گفتگو ہوگی اور آپس کی ملاقات کر کے ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کرینگے سلسلہ کے متعلق مختلف کتب کا سال میں ایک دفعہ امتحان ہوا کریگا تاکہ احباب کو ضروری مسائل سے واقفیت پیدا ہو کتب نصاب کی پہلے سے اطلاع دیدی جایا کریگی اور جو صاحب امتحان میں شامل ہونا چاہیں وہ اپنا اپنا نام لکھوا دیا کرینگے۔ جس ممبر کی کوشش سے کوئی شخص احمدیت میں داخل ہو وہ اُس شخص کا مفصل مجھے لکھ دیا کریں تاکہ اسکا نام رجسٹر میں لکھ لیا جایا کرے تا معلوم ہو کہ انصاراللہ کے کام کا کیا نتیجہ ہوا۔ یہ نام حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھی پیش کئے جایا کرینگے۔

آخر میں اپنے دوستوں کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ وقت کام کرنے کا ہے سست بیٹھنے کا نہیں۔ یہ دنیا فانی ہے اور آخر میں سب اس دنیا کو چھوڑ کر دار آخرت کی طرف جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ان کو گننا چاہے تو ناممکن ہے اس پیارے آقا محسن رب کی ذات بابرکات کی طرف قسم قسم کے عیوب منسوب کئے جارہے ہیں پس اُٹھو اور کمرہمت کو چست باندھو اور جس طرح تم سے ہو سکے اس کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرو۔ اگر تم نے اپنا نام انصار رکھ لیا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں کام انصاروں کے کرو تا خدا کی رضا تمھارے شامل حال ہو۔ اور اس کے رجسٹر میں تمھارا نام انصاراللہ میں لکھ لیا جائے۔ میرے دوستو! خدا کی رضا ایک ہی چیز ہے جو اس قابل ہے کہ اس کی جستجو کی جائے ورنہ یہ دنیا کے مال و اسباب تو محض ناکارہ اور ہلاک ہوجانیوالی چیزیں ہیں۔ وہ شخص ہلاک ہوگیا کہ جس نے دنیا کے خزانے جمع کرنے میں اپنا وقت خرچ کر دیا۔ اور ہمیشہ زندگی پاگیا۔ وہ شخص جو رحمت الٰہی کے سایہ میں آگیا والسلام

(خاکسار مرزا محمود احمد)

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی اور کارونیشن دربار دہلی

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے جو کام دربار تاجپوشی دہلی کے موقعہ پر کیا ہے اس کی رپورٹ سکرٹری صاحب سوسائٹی مذکور نے بغرض اندراج بھیجی ہے۔ جسکو میں خوشی سے درج کرتا ہوں (ایڈیٹر)

ہمدردان و معاونان ٹمپرنس تحریک یہ سن کر نہایت خوش ہونگے کہ امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے اپنی خدمات بادشاہی میلہ کے متعلق جناب ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب کے پیش کیں جنھوں نے نہایت خوشی سے منظور فرمائیں۔ اور اس نادر اور سعید موقع پر سوسائٹی نے نہایت موثر کام کیا۔ چونکہ ہمارے صوبہ کے ہردلعزیز لفٹننٹ گورنر صاحب کی مہربانی سے جو سہولتیں امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کو میسر آئیں اس موقعہ پر زر کثیر کے خرچ کی پرواہ نہ کر کے اُن سے ہر طرح فائدہ اُٹھانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا۔

ٹمپرنس اور پرہیزگاری کے اصولوں کی اشاعت ڈرامہ کی صورت میں بہترین طریقے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ڈراما تفریح کی تفریح اور نصیحت کی نصیحت ہے۔ چنانچہ اس غرض سے پنڈت سروپ نراین صاحب بی۔ اے کا تصنیف کردہ ڈراما "انقلاب" اس موقعہ پر چار بار سٹیج پر دکھلایا گیا۔

ڈراما میں معزز تعلیم یافتہ گریجوایٹ سرکاری اور ریاستی عہدہ داروں۔ سوداگروں اور ذی رتبہ ٹمپرنس اصحاب نے پنجاب۔ بنگال۔ پنجاب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ اور ملک کے تمام حصوں سے آکر پارٹ کیا اور مسٹر ایس این

سالانہ جلسہ کے ضروری حالات

جلسوں کا ہفتہ

ہندوستان بھر میں ڈسمبر کا آخری ہفتہ ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ سمجھا گیا ہے۔ اور اگر غور سے دیکھیں تو کانفرنسوں اور جلسوں کی اس ہفتہ میں ملک کے اندر ایک قومی لہر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس جوش اور لہر کو دیکھتے ہوئے ایک آدمی قیاس کر سکتا ہے کہ ہندوستان میں زندگی کی روح کام کر رہی ہے۔ مگر یہ قیاس اور خیال محض سطحی نظر سے دیکھنے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اگر غور سے دیکھیں تو ان جلسوں اور جشنوں کی حالت اس عجائب خانہ سے کم نہیں جہاں مختلف جانوروں کے ڈھانچ اور پنجر رکھے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر وہ صورتیں خوشنما یا خوفناک جیسی بھی کہ ان کی حالت ہو نظر آتی ہیں۔ مگر دراصل ان کے اندر روح اور جان نہیں ہوتی۔ یا یوں کہو کہ جیسے تھیٹر کی تماشہ گاہ پر ایک ایکٹر بادشاہ یا سپہ سالار نظر آتا ہے مگر نہ وہ سپہ سالار ہی ہوتا ہے نہ کچھ اور بلکہ محض ایک تماشہ گر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان جلسوں اور مجمعوں کی حالت ہے جہاں حق اور حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں اور ساری دوڑ دھوپ صرف

مادہ پرستی یا مادی ترقی کیلئے ہے

اس قسم کے جلسوں اور کانفرنسوں کی غرض اہل وطن کی مادی ترقی کے اسباب مہیا کرنا ہے اور جسمانی خواہشوں کی سیری کے سامان کو ہم پہنچانا اور بس۔ روحانی ترقی اور اس کے اسباب سے تمسک کرنا ان جلسوں میں غیر ضروری اور غیر متعلق سمجھا گیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک زندگی کی غرض و غایت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ

ہم چاندی سونے کے انسان ہوں

ہندوستان بھر میں جو جلسے اس ہفتہ میں ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کا اجمالی خیال دوسری جگہ دیدوں تاکہ ہمارے دوستوں کو مقابلہ کرنے میں آسانی ہو کہ وہ جلسہ جو قادیان دارالامان میں ہوتا ہے اس میں اور دوسرے جلسوں میں مابہ الامتیاز کیا ہے۔ یا کم از کم کیا ہونا چاہیے اور ہم معلوم کر سکیں کہ

دنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کس دھن میں ہیں

ہمارا مرکزی اجلاس

اس سال ڈسمبر کے آخری ہفتہ ہی میں وہ رونق اور قومی لہر کا جوش نظر نہیں آیا بلکہ ڈسمبر بھر ہی یہ جوش اُمنڈ آتا رہا۔ کیونکہ دربار تاجپوشی کی وجہ سے شروع ڈسمبر سے ہی ملک میں ایک رو جاری ہو گئی تھی۔ بہرحال جلسوں کے اس ہفتہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا عظیم الشان سالانہ جلسہ سلسلہ کے مرکز قادیان دارالامان میں ہوا کرتا ہے۔ صرف ایک سال ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تھا۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے اس جلسہ کی غرض و غایت و مقصد دوسرے جلسوں کے مقابلہ میں بالکل نرالا اور نیا ہوتا ہے۔ اس کا ایک ہی لاتبدیل اور لاتحویل مقصد ہے جو دوسرے جلسوں میں علی العموم مفقود رہتے۔ یعنی

عبودیت اور الوہیت میں سچا تعلق پیدا کرنا

یہ مقصد اور غرض اس سلسلہ کے محترم بانی حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایماء اور اشارہ سے قائم کی تھی۔ اور آپ کی قوم کا یہی منشاء ہونا چاہیے۔ ان معنوں کے لحاظ سے میں اس سلسلہ کے جلسہ کی یہی غرض قرار دیتا ہوں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھا ہے۔ ہم لوگ جو اخبار نویس کہلاتے ہیں مذکر ہیں اور ہمارا کام یہ ہے کہ بھولی بسری باتوں کو یاد دلا دیں اس لئے میں نے ہمیشہ یہ معمول رکھا ہے کہ جب میں جلسہ سالانہ کے متعلق کوئی مضمون لکھا کرتا ہوں خواہ وہ آداب جلسہ کے متعلق ہو یا حالات جلسہ کے متعلق تو حضرت مسیح موعود کے ان پاک الفاظ کو ضرور نوٹ کیا کرتا ہوں اور اب بھی تبرکاً انہیں درج کرتا ہوں۔

حضرت امام نے جلسہ کی غرض کیا رکھی تھی۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری۔ ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اُٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے ۲۹۔ دسمبر تک قرار پاوے۔ یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے۔ آئندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷ دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اُس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز اُن دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی۔ اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائیگی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف اُن کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے۔ اور پاک تبدیلی اُن میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ اس تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے۔ اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہیگا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا اس جلسہ میں اُس کے لئے دعائے مغفرت کی جائیگی۔ اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور اُن کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہٗ کوشش کی جائیگی۔ اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہینگے۔

ان سطور کے پڑھنے سے حقیقت کھل جاتی ہے کہ حضر

امام علیہ السلام کیا چاہتے تھے اور کس مقصد کو مدنظر رکھکر آپنے یہ سالانہ اجتماع مناسب سمجھا تھا۔ اس حقیقت کو پاکر یہ کہدینا بالکل آسان ہے کہ اس جلسہ میں جو قادیان میں ہوتا ہے اور دوسرے جلسوں میں جو انھیں ایام میں ہندستان کے مختلف شہروں میں ہوتے ہیں ؎

زمین آسمان کا فرق ہے۔

اول الذکر کی غرض و غایت محض خدا اور اعلائے کلمۃ الاسلام ہے اور دوسروں کی غرض مادی ترقی اور ارضی اسباب کی فراہمی ہے۔

اس جلسہ کی مخالفت

باوجودیکہ یہ اجلاس محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کے اظہار اور علم دین کی اشاعت کے لئے مقرر کیا گیا تھا تو بھی جیسی اندھی دنیا کی عادت ہے۔ کہ وہ اپنے ہمدردوں اور مخلص خیرخواہوں سے ہمیشہ دشمنی کرتی آئی ہے یہانتک کہ انبیاء علیہم السلام کی پاک جماعت ایسے لوگوں میں سے ہمیشہ دکھ دیجی گئی ہے اس جلسہ کے متعلق جب اول ہی اول اعلان ہوا تو بہت تھوڑے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس کی خطرناک مخالفت کیگئی۔ مخالفت تو بڑے زور شور سے کیگئی تھی لیکن آج چونکہ اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں اس لئے بہت دنوں سے وہ مخالفت کی تاریخ محو ہی نہیں ہوگی بلکہ آج الحکم میں پڑھکر انھیں فسانہ معلوم ہوگا جیسے اس تاریخ کو اس لئے دوہرایا ہے تا پڑھنے والوں کو خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کی عظمت معلوم ہو۔ کہ جس درخت کو کاٹنے کیلئے ہر قسم کے تیشہ و تبر استعمال کئے گئے اور ظلمت کے فرزندوں نے جس کے اکھاڑ پھینکنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا وہ نہیں تو ان کی ذریت آج دیکھے کہ وہ کس طرح بارور ہوا ہے اور اس کے سایہ میں بیٹھنے والوں کی تعداد کسقدر ہے۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں اس جلسہ کا اعلان ہوا تھا اعلان ہونے کی دیر تھی کہ چینیاں والی مسجد کے امام (جو ان دنوں بڑی پُر رونق اور دینداری کا مرکز سمجھی جاتی تھی) نے اس جلسہ کی مخالفت میں اعلان شائع کیا اور قرار دیا کہ "ایسے جلسہ پر جانا بدعت بلکہ معصیت ہے۔ اور ایسے جلسوں کا تجویز کرنا محدثات میں سے ہے۔ جس کے لئے کتاب اور سنت میں کوئی شہادت نہیں اور جو شخص اسلام میں ایسا پیدا کرے وہ مردود ہے" یہ وہ الفاظ ہیں جو اس جلسہ کی مخالفت کے لئے ہوا میں گونجے اور جسقدر زور اور طاقت ممکن تھی اس جلسہ کے روکنے کے لئے صرف کی گئی۔ مگر نتیجہ کیا ہوا؟

وہ قادیان کی شاندار کامیابی بتاتی ہے

کاش اس مخالفت کا بانی آج زندہ ہوتا اور وہ دیکھتا کہ جس سفر کو وہ بدعت اور معصیت بتاتا ہے اس کے لئے لوگ کن تکالیف کو برداشت کرکے جاتے ہیں اور کسقدر لوگ جاتے ہیں اور جس جلسہ کے بانی کو نعوذ باللہ وہ مردود قرار دیتا ہے آج کرۂ ارض پر کتنے نفوس ہیں جو اسپر درود شریف پڑھتے ہیں اور کتنی زبانیں ہیں جو اس کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ اور کسقدر دل ہیں جو اس کی طرف کھچے جاتے ہیں۔ جلسہ کا بانی بھی مرفوع ہوچکا ہے۔ مگر دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں کہ مخالفت کرنے والے کا نام کتنے لوگ لیتے ہیں اور بانی جلسہ کے خدام کی تعداد کسقدر ہے۔ یہ ایک فرق ہے جو حق و باطل میں ہوتا ہے۔

یہ کامیابی آیت اللہ ہے

اگر اس جلسہ کی مذہبی رنگ میں اس طرح پر مخالفت نہوتی تو آج جو شاندار کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام کو حاصل ہے۔ اور آنیوالوں کی کثرت کیوجہ سے جو رونق اور قوت پیدا ہوگئی ہے اس کی عظمت معلوم نہوتی۔ چونکہ یہ ایک آیت من آیات اللہ ہے اس لئے ضرور تھا کہ یہ مخالفت میں نشوونما پاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلے سے اللہ تعالیٰ نے بتادیا تھا کہ یاتون من کل فج عمیق اس لئے اس پیشگوئی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کے لئے اس جلسہ کا قیام ضروری تھا۔ یوں ہر روز تو وہ لوگ اس پیشگوئی کو مشاہدہ کرتے ہی ہیں مگر سالانہ جلسہ پر اسکی عظمت خاص طور پر محسوس ہوتی ہے بہرحال یہ

آیت اللہ ہے

ہمارے امام کی حنیفیت

باوجودیکہ دسمبر کے ابتدائی ایام ہی سے تاجپوشی کیوجہ سے لوگوں کی مصروفیت بڑھ گئی تھی اور دہلی سے ۱۶۔۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء تک لوگ بمشکل فارغ ہوسکتے تھے۔ دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگوں کی مصروفیت پر نظر کرکے صدر انجمن کے بعض بزرگوں کو اور ان کے ساتھ بعض دوسرے لوگوں کا بھی خیال تھا کہ امسال جلسہ کی تاریخیں ایسٹر کی تعطیلات پر بدل دیجادیں چنانچہ یہ سوال احمدی انجمنوں کے پاس بھی بغرض مشورہ اور رائے بھیجا گیا اور اکثر انجمنوں کا یہ خیال تھا کہ یہ رائے نہایت صائب اور درست ہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حضور بغرض استصواب جب یہ سوال پیش ہوا تو آپ نے دسمبر کی مقررہ تاریخوں ہی پر اس جلسہ کو ضروری سمجھا ہماری اپنی راؤں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی رائے میں وہی نسبت اور فرق ہوسکتا ہے جو ایک زمینی اور آسمانی انسان میں ہونا چاہیئے۔ ہماری نظریں یہانتک ہی جاتی تھیں کہ ممکن ہے جلسہ پر لوگ کم آویں یا قحط سالی اور دربار تاجپوشی کی وجہ سے لوگ چندہ نہ دے سکیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص تربیت یافتہ انسان کا منشا اور مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ کیا پتہ ہے ہمیں پھر وقت ملے یا نہ ملے۔ اس لئے ہم جو پیغام حق پہنچانا چاہتے ہیں پہنچادیں خواہ سننے والا ایک ہی ہو۔ کیسی پاکیزہ فطرت اور کیسی نیک نیت ہے اس سے ہمارے امام کا توکل علی اللہ اور توحید پر استقلال کا پتہ لگتا ہے۔ بعض واعظوں اور لیکچراروں کا یہ قاعدہ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ جب تک لوگوں کا خاصہ مجمع نہو لیکچر نہیں دے سکتے۔ اور انتظار کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ آجاویں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق شدید رکھنے والے روحانی واعظین صرف پیغام پہنچانا اپنا فرض سمجھتے ہیں اگر ایک بھی موجود نہو تو وہ جانتے ہیں کہ ملائکۃ اللہ اس کی باتیں سن رہے ہیں اور زمین اور آسمان اس کی باتوں کے گواہ ہیں۔ ہاں ہوا کے پرندے اور فضائے عالم کے ذرات تک سن رہے ہیں۔ یہ باتیں ہیں سرسری نظر اور محض اعتقادی رنگ میں نہیں کہتا ان کے اندر حقیقت ہے۔ چاہو تو غور کرو۔ حضرت امام نے یہ سبق دیا ہے کہ ہمارے کاموں میں محض اخلاص ہو اور وہ لوجہ اللہ ہوں کسی قسم کا شائبہ شرک کا پایا نہ جاوے غرض جلسہ کا انعقاد اسی دسمبر میں قرار پایا۔ اور ۲۷۔۲۸۔۲۹۔ تاریخوں کے لئے اعلان کیا گیا۔ مگر جلسہ کی کارروائی ۲۶ر دسمبر بعد دوپہر سے شروع ہوگئی۔

انتظامی حالت

یہ کیسی خوشکن اور خدا کی قدرتوں کو یاد دلانیوالی بات ہے کہ وہ جلسہ جسکا آغاز محض ۸۰ آدمیوں کے سامنے سنہ ۱۸۹۱ء میں ہوا تھا آج ۸۰ آدمی اس جلسہ پر آنیوالوں کی ضروریات کا انتظام کرنے کو ناکافی ہیں۔ امسال جلسہ کے انتظام کے لئے سکرٹری صاحب نے جو قادیان کے احباب سے مشورہ کیا اس میں قرار پایا تھا کہ تقسیم محنت کے اصول پر کام کو اسطرح تقسیم کیا جاوے کہ مختلف گروہوں میں تقسیم کرکے کھانے وغیرہ کا انتظام خود ان جماعتوں میں دیا جاوے اسطرح پر خدا کے فضل اور تائید سے یہ انتظام نہایت ہی عمدہ طور پر ہوا چونکہ خود بیرونی احباب اپنی اپنی جماعتوں میں امیر منتخب کرچکے تھے اس لئے کسی قسم کی تکلیف نہیں محسوس ہوئی۔ جن لوگوں نے اس کام کو کیا انھوں نے اپنا فرض سمجھکر کیا اور اس کے شکریہ اور تعریف کے لئے نہیں کیا۔ تاہم ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا سخت غلطی ہے۔ اس لئے میں صدق دل سے ان دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس موقعہ پر اپنی جسمانی خداداد قوتوں سے کام لیکر اپنے احباب کو آرام پہنچایا جزاھم اللہ احسن الجزاء

اوقات جلسہ

مجلس شوریٰ میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ جلسہ کے لئے ۴ گھنٹہ کا وقت موزوں ہے۔ اس سے جہاں ناظمان جلسہ کو آرام ملیگا وہاں لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بیٹھنے کا زیادہ موقع مل سکیگا۔ اور باہم ملاقات کے لئے احباب وقت نکال سکینگے۔ اسوقت سکرٹری صاحب نے بھی اس تجویز کو پسند کیا تھا۔ تاہم کم و بیش چھ گھنٹہ دن بھر میں لیکچروں کے لئے لگتے رہے۔ اور رات اور صبح کو بھی بعض احباب نے اپنی تقریروں کے لئے وقت نکالا؎

ایک مجلس نکاح

احباب کی آمد تو ۲۵- دسمبر ۱۹۱۱ء سے ہی شروع ہوگئی تھی - اس لئے میں رپورٹ جلسہ کو ۲۵- دسمبر سے ہی شروع کرتا ہوں- ۲۵- دسمبر ۱۹۱۱ء کو قبل دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مفتی فضل احمد صاحب کا خطبہ نکاح پڑھا - جنکا نکاح میاں اللہ دتا ساکن جموں کی دختر نیک اختر سے ہوا- حضرت خلیفۃ المسیح نے اس خطبہ میں ایک خاص امر کی طرف قوم کو توجہ دلائی اور وہ یہ تھا کہ نکاح ایک ایسا معاملہ

نکاح کیونکر بابرکت ہوں

ہے کہ جس میں انسان کا تعلق ایک اور وجود کے ساتھ ہوتا ہے اور انسان اپنی کم علمی کیوجہ سے نہیں جان سکتا کہ یہ تعلق مفید اور بابرکت ہوگا یا نہیں- بعض اوقات بڑے بڑے مشکلات پیش آجاتے ہیں- یہانتک انسان کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے کہ ہمکو ایسی راہ بتائی ہے کہ ہم اگر اسپر عمل کریں تو انشاء اللہ نکاح ضرور تسکین کا موجب ہو- اور جو غرض اور مقصود قرآن مجید میں نکاح سے بتایا گیا ہے کہ وہ تسکین اور مودت کا باعث ہو وہ پیدا ہوتی ہے- سب سے پہلی تدبیر یہ بتائی کہ نکاح کی غرض ذات الدین ہو حسن و جمال کی فریفتگی یا مال و دولت کا حصول یا محض اعلیٰ حسب و نسب اس کے محرکات نہوں- پہلے نیت نیک ہو- پھر اس کے بعد دوسرا کام یہ ہے کہ نکاح سے پہلے بہت استخارہ کرو- اور دعائیں کرو دعاؤں اور استخاروں کے بعد جب نکاح کا موقعہ آتا ہے تو جو خطبہ اس وقت پڑھا جاتا ہے وہ یہ ہے۔

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللّٰہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللّٰہ کان علیکم رقیبا یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما ؁

• ترجمہ سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہم حمد کرتے ہیں- اور ہم مدد چاہتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جسکو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں- اور جسے اللہ گمراہ قرار دے اُسے ہدایت کرنے والا کون- اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے اے ایماندارو!

اللہ کا تقویٰ اختیار کرو- جیسا کہ اس کا تقویٰ کرنے کا حق ہے اور تم ایسے محتاط رہو کہ تمھاری موت فرمانبرداری کی حالت میں ہو- اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ کرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی قسم سے اس کا زوج پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں- اور جس کا آپس میں واسطہ دیتے ہو- اور ناطے والوں کے حقوق کی محافظت کرو- اللہ تم پر نگہبان ہے- اے ایماندارو اللہ سے ڈرو- اور سچی بات کہو سنوار دے- تمھارے کام اور بخش دے تمھارے گناہ اور جو اطاعت کرے اللہ کی اور اس کے رسول کی پس وہ بڑا کامیاب ہوا ۔

اس خطبہ میں بھی اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ان دعاؤں سے کام لے اور اپنے اعمال و افعال کے انجام کو سوچے اور غور کرے- پھر نکاح کی مبارکباد کے موقع پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا ہی سکھائی بارک اللّٰہ لک وبارک علیکما وجمع بینکما فی خیر یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دے- اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کو نیکی پر جمع کرے- پھر مباشرت کے وقت بھی دعا سکھائی ایسے وقت میں کہ انسان جوش میں بے خود ہوتا ہے اسوقت میں بھی دعا کیطرف متوجہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے کتنا عظیم تعلق ہے- یہ بات ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت قلب اور پاکیزہ زندگی کا پتہ لگتا ہے- ایسے وقت میں کہ انسان کی شہوانی قوتیں ہیجان میں ہوں- اُسے خدا تعالیٰ کیطرف متوجہ کرنا معمولی امر نہیں ہو سکتا- مگر آپ نے حکم دیا کہ اس وقت انسان دعا کرے بسم اللّٰہ اللّٰھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطٰن ما رزقتنا- اللہ کے نام سے یا اللہ ہم کو شیطان سے دور رکھ اور اس وجود کو بھی شیطان سے بچائیو جو تو نے ہمکو عطا کیا- یعنی اس تعلق سے جو اولاد پیدا ہو- اُسکو بھی شیطان سے محفوظ رکھیو اس دعا میں عجیب فلسفہ ہے موجودہ دنیا میں یہ علمی انکشاف ہوا ہے کہ جماع کے وقت بلکہ اس سے بھی پہلے ایکسال تک کے خیالات کا اثر بچے پر ہوتا ہے مگر دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کیسی دور تک گئی ہے- آپ نے نکاح کے پاک تعلق سے بھی پہلے ایسی تربیت شروع کی کہ دعاؤں میں انسان نشو ونما پائے- اب جس شخص نے دعاؤں اور استخاروں کے بعد نکاح کیا اس کے خیالات اور ارادوں کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے- پھر جب جماع کے وقت وہ شیطان سے محفوظ رہنے کی دعا کریگا تو تم سوچ کہ بچے میں ان کا کیسا پاک اثر پڑیگا- اور پھر جس تربیت کے نیچے بچے کو آئندہ رکھا جاتا ہے وہ جدا امر ہے غرض انسان دعاؤں سے بہت کام لے- اگر کسی شخص سے یہ کوتاہی ہو گئی ہو کہ وہ اس طریق پر نکاح نہ کر سکا ہو اور اسے دعاؤں کا یہ موقع نہ ملا ہو تو پھر بھی گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے اس کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک احسان ہم پر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے لوگ سچے دل سے یہ پڑھیں- انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منھا

میرا ایمان ہے اگر کوئی شخص سچے دل سے یہ دعا پڑھے اور استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ان غلطیوں کے برے نتائج سے اسے محفوظ رکھیگا- غرض نکاح میں ان امور کو مدنظر رکھو اور ضرور رکھو ان باتوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ- یہ خلاصہ ہے اس تقریر کا جو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی اور میں نے اسکو اپنے حافظہ کی بناپر ان الفاظ میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

پانی لاگ اور مسلمان

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک دوست حاضر ہوا- آتے ہی وہ ضعف دل کیوجہ سے بیمار ہوگیا- اسکا علاج ہوتا رہا- اور حضرت خلیفۃ المسیح کی مجلس میں تکلف اور وہ تشدد اور قصور تو ہوتی ہی نہیں جو دوسرے پیروں اور مسلمانوں میں پائی جاتی ہے- پاس ہی وہ مریض ایک چارپائی پر پڑا ہوا تھا فرمایا ان کو کہدو کہ خوب کھلے ہوکر لیٹ جاویں سایہ میں یا دھوپ میں جو جگہ پسند ہو- کسی نے کہا کہ پانی لاگ بھی ہوجاتا ہے اسپر فرمایا:-

آہ! پانی لاگ اب مسلمانوں ہی کو ہوتا ہے ایک وقت تھا کہ ان کو پانی لاگ نہوتی تھی- ایک مسلمان فاتح نے مغربی ساحل افریقہ پر پہنچکر سمندر میں گھوڑا اڑا دیا- اور پرواہ تک بھی نہیں کی کہ یہ سمندر ہے- ایک سپہ سالار افریقہ کے صحرا میں ایک چھاؤنی بنانا چاہتا تھا وہ جگہ کی تلاش اور مناسب موقع کی تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا جہاں قیروان ہے وہاں پہنچکر تمام ملک میں گشت کے بعد اسی جگہ کو پسند کیا اور کہا کہ یہ عمدہ جگہ ہے- یہاں سے افریقہ کے ہر طرف گھوم سکتے ہیں- مگر وہاں بڑی دلدل تھی- اس کے علاوہ درندے جانور کثرت سے ہیں- شیر ہیں چیتے ہیں- سانپ ہیں- گویا وہ مصائب کا ایک جنگل ہے- اس نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ یہاں چھاؤنی بناؤ- آدمیوں نے کہا کہ یہاں کیونکر ٹھہر سکتے ہیں؟ اُس نے جواب دیا کہ کون کہتا ہے کہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے- یہ کہکر ان کے سامنے گھوڑے کو چکر دیا- اور کہا سانپو اور درندو! اور چرندو! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہاں کیمپ بنانا چاہتے ہیں تم یہاں سے نکل جاؤ- آجکل کی انکا نام میسمریزم یا مسمریزم کہدیں مگر سچ یہ ہے کہ